فرقہ واریت کا کھیل تیز

دہلی کے انتخابات کے پیش نظر جیسے جیسے مقابلہ سخت ہوتا جا رہا ہے، سیاسی جماعتیں گندی سیاست کے دلدل میں دھنستی جا رہی ہیں



ابھے کمار

دہلی اسمبلی انتخابات کی تاریخ کا اعلان کسی بھی دن کیا جا سکتا ہے۔ توقع ہے کہ انتخابات فروری کی گلابی سردیوں میں ہوں گے، لیکن سیاسی درجۂ حرارت ابھی سے کافی بڑھ چکا ہے۔ سیاسی جماعتیں اپنے امیدواروں کے ناموں کا اعلان کر رہی ہیں اور دیگر تیاریوں میں مصروف ہیں۔ ۷۰ ارکان پر مشتمل دہلی اسمبلی کے انتخابات میں سہ رخی مقابلے کی امید ہے۔ عام آدمی پارٹی پوری کوشش کر رہی ہے کہ کسی بھی قیمت پر دہلی میں اپنی حکومت کو برقرار رکھے، جبکہ بی جے پی ان انتخابات کو اپنے وقار کا مسئلہ سمجھ کر میدان میں اتری ہے۔ دہلی میں بی جے پی کی آخری وزیر اعلیٰ آنجہانی سشما سوراج تھیں، اور پارٹی گزشتہ ۲۶ سالوں سے دہلی کے اقتدار سے باہر ہے۔ دہلی اسمبلی انتخابات وزیر اعظم نریندر مودی کے لیے بھی ایک بڑا چیلنج ہیں۔ بی جے پی نے پچھلے دو اسمبلی انتخابات مودی کے چہرے کو سامنے رکھ کر لڑ چکی ہے لیکن دہلی کے عوام نے بھگوا جماعت کو کراری شکست دی۔ دہلی اسمبلی کے نتائج مودی کی مقبولیت پر بھی سوال اٹھاتے ہیں، کیونکہ قومی دارالحکومت، جہاں سے وہ گزشتہ دس سالوں سے ملک پر حکومت کر رہے ہیں، کے ووٹرز نے اسمبلی انتخابات کے دوران ان کی پارٹی کو مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے۔ کانگریس کی طاقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کانگریس کی پوری کوشش ہے کہ عام آدمی پارٹی سے ناراض رائے دہندگان کو اپنی طرف راغب کرے۔ پارٹی اقلیتوں اور دلتوں کے درمیان اپنی کھوئی ہوئی مقبولیت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ آج کمزور نظر آنے والی کانگریس کبھی دہلی کی سب سے طاقتور پارٹی ہوا کرتی تھی، جس نے ۱۹۹۸ سے ۲۰۱۳ء تک دہلی پر حکمرانی کی۔ کانگریس کی کوشش ہے کہ آنجہانی شیلا دکشت کے ۱۵ سالہ دور حکومت کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔

دہلی اسمبلی انتخابات کی اپنی پیچیدگیاں بھی ہیں۔ ایک طرف، بی جے پی کے خلاف کانگریس اور عام آدمی پارٹی انڈیا اتحاد کا حصہ ہیں تو دوسری طرف، دہلی میں ان دونوں جماعتوں کے مفادات ایک دوسرے سے متصادم ہیں۔ جیسے جیسے مقابلہ سخت ہوتا جا رہا ہے، سیاسی جماعتیں گندی سیاست کی دلدل میں دھنستی جا رہی ہیں۔ عوام مخالف سیاست کی ایک واضح مثال بنگلہ دیشی اور روہنگیا مسلمانوں کی دراندازی کا مسئلہ ہے، جسے عام آدمی پارٹی اور بی جے پی دونوں شدت سے اچھال رہی ہیں اور ایک دوسرے پر سنگین الزامات لگا رہی ہیں۔ جہاں بی جے پی اپنی ہندوتوا سیاست کے لیے جانی جاتی ہے، وہیں عام آدمی پارٹی پوری کوشش کر رہی ہے کہ وہ بھی نرم ہندوتوا کا سہارا لے اور بی جے پی کو اس کے ہی کھیل میں مات دے۔ حالانکہ سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ فرقہ واریت پر مبنی سیاست کا جواب سیکولرازم اور محکوموں کے درمیان اتحاد ہے۔ انہوں نے غیر بی جے پی پارٹیوں کو متنبہ کیا ہے کہ بی جے پی کو ان کی بچھائی گئی بساط پر شکست دینا ممکن نہیں ہے۔ تاہم عام آدمی پارٹی نے واضح کر دیا ہے کہ وہ دہلی اسمبلی انتخابات میں بنگلہ دیشی اور روہنگیا مسلمانوں کی دراندازی کا مسئلہ زور و شور سے اٹھائے گی اور اس بہانے بی جے پی کو ملک کی سیکورٹی کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے الزام میں عوام کی عدالت میں لے جائے گی۔

> ”
> تمام انصاف پسند اور جمہوری اقدار پر یقین رکھنے والے لوگ اس بات سے پریشان ہیں کہ انتخابات جیتنے کیلئے کھلے عام اقلیت مخالف اور نفرت پر مبنی سیاست کھیلی جا رہی ہے۔ اکثر یہ بات فراموش کر دی جاتی ہے کہ کامیاب جمہوریت وہی ہوتی ہے جہاں اقلیتوں کے مفادات اور حقوق کو تحفظ فراہم کیا جائے، لیکن دُکھ کی بات یہ ہے کہ ملک کے سیاست دان اقلیتوں کو 'کھلونا' بنا کر انتخابات جیتنے سے گریز نہیں کر رہے ہیں۔

دہلی میونسپل کارپوریشن، جہاں عام آدمی پارٹی نے اکثریت حاصل کی ہے، نے حال ہی میں ایک سرکلر جاری کیا ہے جس میں اسکولوں اور اسپتالوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ غیر قانونی بنگلہ دیشی تارکین وطن کے بچوں کو پیدائشی سرٹیفکیٹ جاری نہ کریں۔ دریں اثنا، مرکز میں برسر اقتدار بی جے پی نے دہلی کے لیفٹیننٹ گورنر کے توسط سے یہ حکم جاری کیا ہے کہ وہ دہلی کی مشکوک بستیوں میں چھاپے ماریں اور مشتبہ بنگلہ دیشی اور روہنگیا مسلمانوں کی شناخت کریں۔ میڈیا اور دیگر ذرائع سے موصولہ خبروں کے مطابق، جہاں ایم سی ڈی کے افسران اقلیتوں کو پریشان کر رہے ہیں، وہیں دہلی پولیس اقلیتی آبادی کی غریب جھگیوں اور بستیوں میں خصوصی مہم چلا رہی ہے اور کاغذ دکھانے کے نام پر عام آدمی کو ڈرا دھمکا رہی ہے۔ ایک طرف عوام انتظامیہ اور پولیس کی زیادتیوں کا شکار ہیں، تو دوسری طرف، عام آدمی پارٹی اور بی جے پی کے رہنما ایک دوسرے پر غیر قانونی تارکین وطن اور دراندازوں کو پناہ دینے کا الزام لگا رہے ہیں۔ بنگلہ دیشی اور روہنگیا مسلم دراندازی کا مسئلہ اس قدر میڈیا میں اچھالا گیا ہے کہ روزی روٹی اور صحت عامہ جیسے اہم مسائل دب کر رہ گئے ہیں۔ جس طرح عام آدمی پارٹی اور بی جے پی کمیونل کارڈ کا سہارا لے کر دہلی انتخابات جیتنے کی کوشش کر رہی ہیں، اس سے فرقہ وارانہ اور سیکولر سیاسی جماعتوں کے فرق کو بہت حد تک مٹا دیا گیا ہے۔ حالات اس قدر تشویشناک اور خوفناک ہو چکے ہیں کہ آج دہلی کا مسلمان نہیں جانتا کہ کب پولیس کا دستہ ان کے دروازے پر آ کر انہیں اپنی شہریت ثابت کرنے پر مجبور کر دے۔

دہلی میں جہاں مسلمانوں اور دلتوں کی بستیاں ہیں، وہاں پانی، سڑک اور صفائی جیسے بنیادی مسائل موجود ہیں، مگر سیاسی جماعتیں ان مسائل کو حل کرنے کی بجائے دراندازی کا مصنوعی مسئلہ کھڑا کر رہی ہیں تاکہ اقلیتوں کا خوف دِکھا کر اکثریتی طبقے کا ووٹ حاصل کیا جا سکے۔ بی جے پی کافی عرصے سے بنگلہ دیشی دراندازی کا مسئلہ اچھال رہی ہے۔ حالیہ جھارکھنڈ انتخابات کے دوران بھی بنگلہ دیشی اور روہنگیا مسلمانوں کی دراندازی کا مسئلہ اٹھایا گیا تھا، اور یہ افواہ پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی کہ درانداز آدی واسیوں کی نہ صرف زمینیں ہڑپ رہے ہیں بلکہ ان کی خواتین سے نکاح کر کے ریاست کی ڈیموگرافی بھی تبدیل کر رہے ہیں۔ بی جے پی کا اصل مقصد یہ تھا کہ دراندازی کا مسئلہ اٹھا کر آدی واسیوں اور مسلمانوں کے اتحاد کو توڑا جائے، جو جھارکھنڈ مکتی مورچہ کے مضبوط حمایتی رہے ہیں۔ اسی طرح، بی جے پی نے بنگلہ دیشی دراندازوں کا مسئلہ آسام اور مغربی بنگال میں بھی اچھالا تھا اور وہاں بھی انتخابات کو فرقہ وارانہ رنگ دینے کی کوشش کی تھی۔ دہلی کی تاریخ کو بھی دیکھا جائے تو یہاں بھی بی جے پی کافی عرصے سے بنگلہ دیشی دراندازی کا مسئلہ اٹھا رہی ہے۔ مثال کے طور پر، بی جے پی کے سابق وزیر اعلیٰ مدن لال کھورانا نے ۱۹۹۰ء کی دہائی میں بنگلہ دیشی دراندازی کا مسئلہ اٹھایا تھا، اور تب سے بی جے پی اپنی سہولت کے مطابق اقلیت مخالف کارڈ کھیلتی رہی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ سیکولر پارٹیاں بھی فرقہ پرست جماعتوں کی نقل کر رہی ہیں۔ تاہم، تمام انصاف پسند اور جمہوری اقدار پر یقین رکھنے والے لوگ اس بات سے پریشان ہیں کہ انتخابات جیتنے کے لیے کھلے عام اقلیت مخالف اور نفرت پر مبنی سیاست کھیلی جا رہی ہے۔ اکثر یہ بات فراموش کر دی جاتی ہے کہ کامیاب جمہوریت وہی ہوتی ہے جہاں اقلیتوں کے مفادات اور حقوق کو تحفظ فراہم کیا جائے، لیکن دُکھ کی بات یہ ہے کہ ملک کے سیاست داں اقلیتوں کو 'کھلونا' بنا کر انتخابات جیتنے سے گریز نہیں کر رہے ہیں۔ ووٹ دیتے وقت رائے دہندگان کو عوام مخالف سیاست کو اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہیے۔ ■

(مضمون نگار نے جے این یو سے جدید تاریخ میں پی ایچ ڈی کی ہے)

debatingissues@gmail.com